سورہ روم　　بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○　　ایت نمبر(۳۱-۳۲)

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ○

ترجمہ: اورنہ ھوجانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنھوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ھے مگن ھے۔

خطبہ

جمعۃ المبارک

[10محرم1432ھ بمطابق17دسمبر 2010]

عنوان

ھمارے ملك كے نوجوان

زیراھتمام: شعبہ دینی امور جوھری ٹرسٹ (جامع مسجد محمدی نئی آبادی اٹاری سروبہ لاھور)

نوٹ: ھم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاھتے ھیں کہ الحمد اللّٰہ ھمارا کسی فرقہ کسی مسلك کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ھے ھمارا عزم ھے کہ ھم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت لسانیت فرقہ واریت) کو ختم کرنا ھے اور بھترین معاشرہ بناناھے اس کیلئے ھم نے ایك انسانی کوشش شروع کی ھے اور ھر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رھتا ھے لھٰذا ھماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نور قرآنی ھے اور جھاں کھیں غلطی نظر آئے وہ ھماری اپنی کوتاھی ھے اس ادنٰی سی کوشش کو آپ تك پھنچانے کیلئے خطبات کا سلسلہ ایك کڑی ھے ھم امید رکھتے ھیں کہ آپ ھماری اس کاوش کو سراھیں گے اور آپ کو ھم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے ۔ اللہ پاك ھمیں استقامت دے اورمعاشرتی بھتری کیلئے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

زیر نگرانی: محترم جاوید اختر جوھری صاحب

صدر جوھری ٹرسٹ و جامع مسجد محمدی

اب آپ خطبہ جمعۃ المبارک انٹر نیٹ پر بھی دیکھ سکتے ھیں:

www.Johritrust.org

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَا مُ عَلٰی مَنْ اَلَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَوْفُوْ عَھْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ۔

فَاَعُوْذُ بِا اللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّ جِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّ حِیْمِ○

وَمَنْ نُّعَمِّرْہُ نُنَکِّسْہُ فِی الْخَلْقِ ط

معزز سامعین کرام! آج کے خطبہ کا عنوان ھے ھمارے ملك کے نوجوان رب حق سے د عاھے کہ رب ھمیں اپنے عنوان پر قرآن کے مطابق گفتگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نوجوان معاشرے میں ریڈہ کی ھڈی کی حیثیت رکھتے ھیں ۔کسی بھی تحریك کسی بھی ملك کی ترقی میں اھم کردار جوانوں کا ھوا کرتا ھے ۔دنیا میں جتنی بھی تحریکات چلی ھیں اور کامیابی کو پھنچی ھیں ان میں جوانوں کا کردار رھا ھے کوئی ملك اس وقت تك ترقی نھیں کرسکتا جب تك اس ملك کے نوجوان درست سمت پر نہ ھوں ۔افسوس آج کا جوان بے راہ روی کا شکار ھے ۔آج کے جوان کا کردار مفقود ھو چکا ھے ،نوجوانوں کو بیدار کرنے کی ضرورت ھے ،نوجوانوں کو راستے پر ڈھالنے کی ضرورت ھے آئیے ھم نوجوانوں کو مفکرِ پاکستان ولی کامل علامہ اقبالؒ کا وہ پیغام سناتے ھیں جو انھوں نے نوجوانوں کے نام دیا ھے ۔

علامہ اقبالؒ کا پیغام نوجوانانِ ملت کے نام۔

تاریخ کے اوراق کو ساڑھے تین ھزار سال آگے الٹئے اور قومِ بنی اسرائیل سے ھندی مسلمانوں تك آپھنچئے۔آپ دیکھیں گے کہ انیسویں صدی کے اخیر اور بیسویں صدی کے اوائل میں یھاں کے مسلمانوں کی حالت بعینہٖ وھی ھو چکی تھی جس کا نقشہ قرآن کریم نے داستانِ بنی اسرائیل کی شکل میں کھینچا ھے ۔ یہ وہ زمانہ تھا جب شجرِ ملت کی ھرشاخ پر افسردگی اور پژ مردگی چھا چکی تھی۔مدت ھائے دراز کی غلامی اور محکومی سے ان کے حوصلے پست ،ھمتیں کمزور،افکار جامد،اعمال خامد ،ارادے سقیم اور تمنائیں عقیم ھو چکی تھیں۔ھر شعبہ زندگی بساط بے نظام اور ھر فرد کارواں ناقئہ بازمام تھا ۔ دماغ فکر سے عاری،دل سوز سے خالی ،نگاھیں بے نور،قلوب بے حضور ، ایك راکھ کا ڈھیر تھی جسے مخالف ھوائیں جھد ر چاھیں اڑائے اڑائے پھر رھی تھیں۔یہ تھا وہ زمانہ جس میں مبداء فیض کی کرم کستری نے اس قوم کو اقبالؒ جیسا مردِ خود آگاہ وخدامست عطا کر دیا جس نے اپنی نفس

گدازیوں سے اس مردوں کی بستی میں صورِ اسرافیل پھونك کر ان میں حیاتِ نو کے آثار پیدا کر دیے اور اپنی شعلہ نوائیوں سے راکھ کے اس ڈھیر میں پھر سے زندگی کی چنگاریاں نمودار کر دیں ۔اس نے اپنے گردوپیش نظر دوڑائی تو اسے بالعموم وھی بڑے بوڑے دکھائی دیئے جن میں تبدلئی احوال کی صلاحیتیں ختم ہو چکی تھیں ۔اس لئے اسے سوچنا پڑا کہ وہ اپنے اس پیغام کو جس کا ایك ایك لفظ حشر بد اماں اور ایك ایك حرف برق ساماں تھا، کس کے سامنے پیش کرے ۔لیکن اسے اس فیصلہ میں کچھ دقت نہ ہوئی ،اس لئے کہ تاریخ کے اوراق،فلسفہ کے غوامض ،انسانی ذھنیت کے مشاھدات اور قرآنِ کریم کے حقائق و معاعف نے اس پر یہ حقیقت بے نقاب کر دی تھی کہ قوم کی تقدیر پر ھمیشہ ابھرنے والی نسلوں کے ھاتھ میں ھوا کرتی ھے ۔ان نوجوانوں کے قلب ودماغ کی صلاحیتیں ،ان کی گرم خون کی حرارتیں ،ان کے زورِبازو،ان کا جوشِ کردار ،ایك کف بدھاں سیلاب کی طرح اٹھتا ھے اور ھر ٹکرانے والی قوت کو جس وخاشاك کی طرح بھا کرلے جاتا ھے ۔وہ جانتے تھے کہ قوموں کی تخلیقِ نو ان کے نوجوانوں کے کوہ شکن ارادوں کی رھینِ ملت ھوتی ھیں ۔وہ سمجھتے تھے کہ ۔

جواں مردے کہ خود رافاش بیند　　　جھانِ کھنہ راباز آفریند

ھزاراں انجمن اندر طوافش　　　کہ اوباخویشتن خلوت گزیند

اس لئے یھی وہ طبقہ تھا جسے اس نے اپنے تصورات کی آماجگاہ،اپنی امیدوں کا مرکز،اپنی تمناؤں کا محور، اور قوم کے مستقبل کا مظھر قرار دیا اور اسی کو اپنے پیغاماتِ انقلاب آفریں کا در خورِ تخاطب سمجھا۔ انھی کے لئے وہ دعائیں مانگتے تھے کہ

جوانوں کو مری آہِ سحر دے　　　پھر ان شاھیں بچوں کو بال وپردے

خدایا آرزومیری یھی ھے　　　مرانورِ بصیرت عام کر دے

اور انھی کو اپنے سوزوگداز،تپش وخلش،تڑپ اور اضطراب کا وارث سمجھتے تھے ۔بالِ جبریل کے ساقی نامہ میں دیکھئے ۔جذب و کیف کی کس والھانہ بیتابی سے بحضور رب العزت ملتجی ھوتے ھیں کہ ۔

ترے آسمانوں کے تاروں کی خیر　　　زمینوں کے شب زندہ داروں کی خیر

جوانوں کوسوزِ جگربخش دے　　　مرا عشق،میری نظر بخش دے

مرے دیدئہ ترکی بے خوابیاں　　　مرے دل کی پوشیدہ بیتابیاں

امنگیں مری،آرزوئیں مری　　　امیدیں مری جستجوئیں مری

یھی کچھ ھے ساقی متاعِ فقیر　　　اسی سے فقیری میں،ھوں میں امیر

مرے قافلے میں لٹادے اسے لٹادے ٹھکانے لگا دے اسے

ان کی آرزو ھی یہ تھی کہ جس پیغام انقلاب انگیز کو وہ قوم کے سامنے پیش کر رھے ھیں وہ نو نھا لانِ ملت کے قلب کے گھرائیوں میں جاگزیں ھو جائے تاکہ وہ وھاں سے زندہ آرزوؤں کا چشمہ بن کر ابلے اور خیابانِ ملت کو اس طرح سیراب کر دے کہ اس کی ایك ایك شاخ پھر سے شگفتہ و شاداب نظر آنے لگ جائے ۔اسی لئے وہ دعائیں مانگتے تھے کہ

من کہ نو میدم زپیرانِ کھن دارم از روزے کہ می آید سخن

بر جواناں سھل کن حرفِ مرا بھر شاں پایاب کن ژرفِ مرا

تاریخی آثار و شواھد جوان کے نورِ بصیرت سے ان کے سامنے بے نقاب ھوتے چلے جاتے تھے ،اس حقیقت کبرٰی کو واضح کیے دیتے تھے کہ ۔

گرچہ اس دیر کھن کا ھے یہ دستورِ قدیم کہ نھیں میکدہ وساقی ومینا کو ثبات

قسمتِ بادہ مگر حق ھے اسی ملت کا انگبیں جس کے جوانوں کو ھے تلخابِ حیات

لیکن ان کے ھاں محض شاعرانہ جزبات نگاری نہ تھی بلکہ ان کے نگئہ حکمت وبصیرت زندگی کے حقائق کو پرکھتی اور ھر شے کو اس کے حقیقی مقام پر دیکھتی تھی ۔وہ دیکھتے تھے کہ صدیوں کی غلامی سے قوم ھلاکت اور تباھی کے جس جزام میں گرفتار ھے ،قوم کے نوجوان بھی اس کے مھلك جراثیم سے محفوظ نھیں رھے ۔

جوانی کے کھن سال:

جوانی کے پیمانے دن اور سال نھیں بلکہ کشمکش حیات میں عزم و واستقامت سے سینہ سپر ھونے کی ھمت ھے ۔وہ دیکھتے تھے کہ اس معار کے مطابق قوم کے تنومند جوان بھی پیرانِ کھن سال کچھ بھتر نھیں اس لئے وہ ان کی عافیت کوشی اور سھل انگاری پر خون کے آنسو روتے تھے ۔وہ ان نرم ونازك پیکرانِ آب و گل کی طرف نھایت حسرت آمیز نگاہ سے دیکھتے اور سرد آہ بھر کر کھتے کہ

ترے صوفے ھیں افرنگی ترے قالیں ھیں ایرانی لھو مجھ کو رلاتی ھے جوانوں کی تن آسانی

امارت کیاشکوئہ خسروی بھی ھو تو کیا حاصل نہ زورِ حیدری تجھ میں نہ استغنائے سلمانی

یھی کج کلاھانِ ملت ،قوم کے مستقبل کے آئینہ دار تھے ۔لیکن ان کی کیفیت یہ تھی کہ ان کے قلوب،دولتِ یقین سے تھی مایہ ،ان کی نگاہ نورِ بصیرت سے محروم،ان کے بازو قوتِ عمل سے بیگانہ اور ان

کے دماغ تخلیقِ مقصد کی متاع گراں مایہ سے عاری تھے ۔سنئیے کہ وہ کس حسرت سے ان کے متعلق کھتے ھیں کہ ۔

نوجوانان تشنہ لب،خالی ایاغ — شستہ رو ،تاریك جاں،روشن دماغ
کم نگاہ و بے یقین و ناامید — چشمِ شاں اندرجھاں چیزیں ندید
ناکساں،منکرزخود،مومن بغیر — خشت بند از خاكِ شاں معمار دیر

ان کی زندگی بے مقصد ،ان کے افکارپریشاں،نہ کوئی متعین نصب العین،نہ منتھائے نگاہ۔ کبھی جزبات کی ان وادیوں میں مصروفِ جادہ پیمائی ،کبھی امیال و عواطف کے ان صحراؤں میں مشغولِ انجمن آرائی۔زندگی کے حقائق سے چشم پوشی اورمصارفِ حیات سے گریز پائی۔

ایں مسلماں زادئہ روشن دماغ — ظلمت آبادِضمیرش بے چراغ
در جوانی نرم ونازك چوں حریر — آرزودرسینئہ او زود میر
ایں غلام،ابنِ غلام،ابنِ غلام — حریت اندیشئہ اور احرام
ایں زخود بیگانہ ایں مست افرنگ — نانِ جومی خواھدازدستِ فرنگ

لیکن ان کی یہ تادیب ایك طبیبِ مشفق کی تحقیق تھی ،فیصلہ عدالت کی تھدید نھیں تھیی ۔ان کا ناوك تنقید ایك غمخوارجراح کی نوكِ نشتر تھی ،دشمن کی سنانِ زھر آلود نہ تھی ۔ان کی تنبیہ ملا کی نفرت انگیز لاحول نہ تھی ۔مادرِمھرباں کی سیلی تھی کہ جس کی چوٹ بچے سے پھلے خود اپنے کلیجہ پر پڑے۔یہ قھر آلود نگاھیں غصہ سے لال پیلی نھیں ھو رھی تھیں بلکہ دل کا خون تھا جو شدتِ غم سے آنکھوں میں کھنچ آیا تھا ۔وہ ان سھل انگار نوجوانوں کو دیکھتے تھے تو راتوں کی تنھائی میں اٹھ اٹھ کر روتے اور سسکیاں لے لے کر کھتے کہ ۔

متاعِ دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی — یہ کس کافر ادا کا غمزئہ خوں ریز ھے ساقی

لیکن انھوں نے اسی الٹی ھوئی متاع کی فقط مرثیہ خوانی نھیں کی بلکہ یہ بھی بتا دیاکہ یہ لٹی کیسے ! جب تك یہ نہ بتا دیا جاتا ،اس کے تحفظ اور بقا کا انتظام کیسے کیا جا سکتا تھا؟

مشفقانہ پکار:

جو کچھ یورپ کے نوجوانوں کے ساتھ ھوااس سے کھیں بد تر ھمارے نوجوان طبقہ پر گزری ۔یہ تھا وہ جھنم جس سے بچانے کیلئے حضرت علامہ نے نو نھالانِ ملت کو پکارا اور اپنے دل کی انتھائی

گھرائیوں میں ڈوب کر پکارا ،کہ وہ غمگسارِ ملت جانتا تھا کہ ان کی تباھی سے قوم تباہ ھو جائے گی اور ان کے سنبھلنے سے ملت کا مستقبل سنبھل جائے گا ۔اس لئے اس نے نہایت محبت اور شفقت سے انھیں اپنے قریب بلایااور کھا کہ ۔

چوں چراغِ لالہ سوزم در خیابانِ شما	اے جوانانِ عجم جانِ من و جانِ شما
غوطہ بازد درضمیرزندگی اندیشہ ام	تا بدست آوردہ ام افکارِ پنہانِ شما
مہرومہ دیدم نگاھم برتر ازپرویں گزشت	ریختم طرحِ حرم،د ر کافرستانِ شما
حلقہ گردِ من زنیداے پیکرانِ آب و گل	آتشے در سینہ دارم از نیاگانِ شما

انھوں نے کھا کہ میں اپنی قوم کی تھی مائگی سے واقف ھوں ۔میں جانتا ھوں کہ ان کے پاس نہ سازو وراق ھے نہ ذرائع واسباب ۔لیکن یاد رکھو!قوم کی حالت نگاہ کی تبدیلی سے بدلا کرتی ھے ۔خارجی انقلاب ھمیشہ دل کے انقلاب کارھینِ ملت ھوتا ھے اس لئے اسباب اور ذرائع کی کمی اور متاع ومنال کے فقدان سے مت گھبراؤ۔

اگر یك قطرہ خوں داری اگرمشتِ پرے داری	بیامن باتوآموزم طریقِ شاھبازی را

پھلے اپنی نگاھوں میں تبدیلی پیدا کرو ۔دل میں قوتِ ایماں ،نگاھوں میں نورِ بصیرت،بازوؤں میں جوششِ کردار،سامنے حق وصداقت پر مبنی نصب العین اوردماغ میں اس کے حصول کا ولولہ ۔اس سازو سامان کو لے کر نکلو۔

اَنْ تَقُوْمُوْالِلّٰہِ مَثْنٰی وَفُرٰدٰی(34/46)اپنے اللہ کیلئے ایك ایك دو دو کر کے کھڑے ھو جاؤاور حالات وکوائف نے تمھیں جس منزل پر رکھا ھے وھیں حصولِ مقصد کی ابتدا کردو۔

آفریدنداگرشبنم بے مایہ ترا	خیزوبرداغِ دل لالہ چکیدن آموز
اگر خارِ گل تازہ رسے ساختہ اند	پاسِ ناموسِ چمن دار و خلیدن آموز
باغباں گزرخیابانِ تو برکند ترا	صفتِ سبزہ دگر بار دمیدن آموز
تاکجاتر تہِ بال دگراں می باشی	در ھوائے چمن آزادہ پریدن آموز

اس مردِ حقیقت شناس نے ان کے سامنے آئینِ فطرت کا یہ عظیم الشان راز فاش کر کے رکھ دیاکہ قوموں کی کامیابی اور کامرانی کا انحصار نوجوانانِ ملت کی سیرت(کیریکٹر)پر ھے ۔

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نھیں رھتی

ھو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد

اس لئے که انهیں محکم یقین تھا که ۔

اگر جواں هو مری قوم کے حسور وغیور قلندری مری کچھ کم سکندری سے نهیں

وہ انهیں مصافِ زندگی میں سیرت فولاد پیدا کرنے کی تلقین کرتا تھااور اس لئے انهیں متنبه کرتا تھا که

نهیں هنگامئه پیکار کے لائق وہ جواں جو هؤانالئه مرغانِ سحر سے مد هوش

مجھ کو ڈر هے که هے طفلانه طبیعت تیری اور عیار هیں یورپ کے شکر پارہ فروش

وہ انهیں بر ملا کهتاتھا که قوموں کی تقدیریں سهل انگاری اورعافیت کوشی سے نهیں بدل جایا کرتیں سلطنیں ریزولیو شنز پاس کرنے سے نهیں بلکه ریزو لیو شنز(عزمِ راسخ)پیدا کرنے سے ملا کرتی هیں ۔تاج وشکوہِ خسروی کے معاملے چمن زاروں میں طے نهیں هؤاکرتے ۔

تختِ جم وداراسرِ راهے نفروشند ایں کوہِ گراں است بکا هے نفروشند

باخونِ دل خویش خریدن دگر آموز

وہ جانتے تھے که غلط تعلیم اور باطل تهزیب کے اثرات نے ان جوانوں کے جوهر مردانگی کو سلب ،ان کے افکار کو آوارہ ،ان کی نگاهوں کو پریشاں اور ان کے قوائے عملیه کو مضمحل کر رکھا هے ۔اس لئے وہ قوم کے اربابِ مسانید وفتاویٰ اور صاحبانِ دعوت وارشاد کی توجه اس نقطئه ماسکه کی مبزول کراتے اور ان سے بار بار تاکید کرتے که

دے پیر حرم رسم ورہِ خانقهی چھوڑ مقصود سمجھ میری نوائے سحری کا

الله رکھے تیرے جوانوں کو سلامت دے ان کو سبق خود شکنی وخود نگری کا

تو ان کو سکھا خارہ شنگافی کے طریقے مغرب نے سکھایا انهیں فن شیشه گری کا

دل توڑ گئی ان کادو صدیوں کی غلامی دارو کوئی سوچ ان کی پریشاں نظری کا

اس لئے ان کی پریشاں نظری دور هوجانے سے ان کے سامنے وہ درخشندہ نصب العین حیات بے نقاب هوجائے گا ۔جس کا حصول ملت اسلامیه کا منتهٰی اور تکمیلِ شرفِ انسانیت کی معراج هے ۔نصب العین کی صداقت اور اس پر محکم یقین انسانوں کی خوابیدہ قوتوں کو بیدار کردیتا هے اس سے اس کے جگر میں خون خون میں حرارت اور حرارت میں وہ شعله صفتی پیدا هوجاتی هے جو باطل کے هر خس وخاشاك پر برقِ خاطف بن کر گرتی اور اسے راکھ کا ڈھیر بنا کر رکھ دیتی هے ۔یهی وہ ”عقابی روح “هے جس کی بیداری میں امتوں کی حیاتِ تازہ کارازپوشیدہ هے۔

عقابی روح جب بیدار هوتی هے جوانوں میں نظر آتی هے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں

نه هو نومید ،نومیدی زوالِ علم وعرفاں هے امیدِ مردِمومن هے خدا کے رازدانوں میں!

نهیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر تو شاهیں هے بسیرا کر چٹانوں میں

حضرت علامه نے اپنے کلام میں جهاں جهاں شاهیں کو مخاطب کیا هے ،اس سے مقصود قوم کا جسوروغیور نوجوان هے ۔

شاهین زاد گان:

اس طبقه کی صلاحیتوں سے وه کبهی ناامید نهیں هوئے ۔وه سمجهتے تهے که ان کی ممکنات کی وسعتیں کس قدر حدودفراموش اور قیودناآشناهیں سنیئے ۔یه امیدوں کا شاهزاده کس قدرشگفته وشاداب انداز میں اس کا ذکر کرتا هے جب کهتا هے که ۔

نهیں هے ناامیداقبالؒ اپنی کشتِ ویراں سے ذرانم هوتو یه مٹی بهت زرخیز هے ساقی

یه نم کیا تها ۔بس اسی میں اقبالؒ کے پیغام کا سارا رازمضمرهے ۔مغرب اپنے موجوده نظامِ تمدن ومعاشرت کے هاتهوں جگر فگار هے ۔لیکن چونکه اس کے سامنے حقائقِ ابدی کا کوئی ضابطه نهیں اس لئے اس سے سمجھ میں نهیں آتاکه اس غارت گرِ امن وعافیت ورهزن متاعِ شرفِ انسانیت ۔تهزیب کی تخریب کے بعد نظامِ انسانیت کو کن جدیدبنیادوں پر استوار کیا جائے ۔لیکن حضرت علامه کے سامنے تو حقائق ابدی کا وه جابطئه آئین ودستور کهلا رکها تهاجس میں شرفِ انسانیت کے تقاضوں کی تسکین کا سامان موجود هے ۔

علاج:

اس لئے انهیں امتوں کے مرضِ کهن کا علاج تجویز کرنے میں کچھ دقت نه تهی ۔انهوں نے مریض کی نبض پر انگلیاں رکهیں اور اپنے یقین کی پختگی کے ساتھ اعلان کر دیا که ۔

وهی دیرینه بیماری،وهی نامحکمی دل کی علاج اس کا وهی آبِ نشاط انگیز هے ساقی

ملت کی کشتِ ویراں کا نم اسی آبِ نشاط انگیز سے حاصل هونا تهاجسے قرآن کهتے هیں ۔اسی لئے انهوں نے ملت کے نوجوانوں سے پوری قوت اور شدت سے کها که یورپ آواره نظراور پریشاں نگاه هے ۔اس لئے تمهیں اس کی تقلید سے کیا حاصل هوگا ۔تمهارے صحنِ چمن میں تهزیب وتمدن کا وه شجرِ طیب سایه فگن هے جس کی جڑیں حقائق ابدی کی گهرائیوں میں اور جس کی شاخیں کهکشاں گیر هیں ۔

شَجَرَۃً طَیِّبَۃً اَصۡلُهَاثَابِتٌ وَّفَرۡعُهَافِی السَّمَآءِ

جو زمان ومکان کی حدودسے ماوراء اور مشرق ومغرب کی ثغور سے بے نیاز ھے ۔لاشرقیة ولاغربیة ۔جس کے برگ وبار کی تازگی وشگفتگی پر ھزاروں جنتیں نچھاور اور لاکھوں بھاریں تصدق ھیں اور جسے دیکھ کر باغبانِ فطرت فرطِ مسرت سے والھانه انداز میں جھوم اٹھتا ھے اور حاسدوں کے دل پر سانپ لوٹنے لگ جاتے ھیں ۔ يُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيۡظَ بِهِمُ الۡكُفَّارط (48/29)

تم اس سدابھار شجرِ مقدس کی شاخ سے گر پڑے ھو ۔تمھیں تو صرف اتنا کرنا ھے که پھر سے اسی شاخ سے پیوست ھوجاؤ۔زندگی کی تمام تازگیاں تمھارے رگ وپے میں سرایت کر جائیں گی اور کامیابیوں کے پھول اور کامرانیوں کے خوشے اس کا ماحصل ھوں گے۔

دگربشاخِ گل آویز وآب ونم برکش پریده رنگ زبادِ صباچه می جوئی

بس اس کے لئے کرنا یه ھے که مغرب کی باطل افروز تھذیب اور انسانیت سوز نظریه زندگی کا جو رنگ تمھارے قلب ونظرکو آلود کر چکا ھے ،اسے الگ کر دو ۔یه حصه لَااِلٰهَ ھے اس کے بعد اس یقین کو دل کی گھرائیوں میں جگه دے دو که قرآن تکمیل شرفِ انسانیت کے لئے واحد اور مکمل ضابطئه حیات ھے ۔یه حصه الَّااللّٰه ھے لا اور الّا کے اس مجموعه سے تمھاری داستانِ حیات نئے سرے سے مرتب ھوجائے گی ۔

اے اسیرِرنگ ،پاك از رنگ شو مومن خود کافرِ افرنگ شو

اس ایمان سے تمھاری نگاه کا زاویه بدل جائے گا اور جب نگاه کا زاویه بدل جائے گا تو ساری دنیا بدل جائے گی ۔یه ھے اقبال کا پیغام نوجوانانِ ملت کے نام ۔وه پیغام جسے انھوں نے ”پیامِ مشرق“میں پندباز بازیچه خویش کے استعارے میں ان الفاظ میں سمیٹ کر رکھ دیا ھے ۔شاھین اپنے بچے کو نصیحت کرتا ھے که۔

تو دانی که بازاں زیك جوھر اند دلِ شیردارندومشتِ پراند
نکوشیوئه وپخته تدبیر باش جسور وغیورو کلاں گیر باش
میامیزباکبك وتورنگ وسار مگر ایں که داری ھوائے شکار
شدآں باشه نخچیرنخچیرِ خویش که گیر دزصیدخود آئینِ وکیش
نگه دار خودراو خورسندزی دلیر ودرشت وتنومند زی
چه خوش گفت فرزندِخودرا عقاب که یك قطره خوں بھترازلعلِ ناب
زدستِ کسے طعمئه خود مگیر نکوباش وپندنکویاں پزیر

قوم کے جس نوجوان میں یه سیرتِ فولاد پیدا ھوجائے وھی قوم کی امیدوں کا سھارا اور اس کے آسمانِ

مستقبل کا درخشندہ ستارہ ھے ۔

وھی جواں ھے قبیلے کی آنکھ کا تارا شباب جس کا ھے بے داغ ضرب ھے کاری
اگر ھو جنگ تو شیرانِ غاب سے بڑھ کر اگر ھو صلح تو رعنا غزالِ تاتاری
عجب نهیں ھے اگر اس کا سوز ھے همه سوز که نیستاں کے لئے بس ھے ایک چنگاری
خدانے اس کو دیا ھے شکوہِ سلطانی که اس کے فکر میں ھے حیدری و کراری
نگاہِ کم سے نه دیکھ اس کی بے کلاھی کو یه بے کلاہ ھے سرمایه کلئه داری

لیکن اقبالؒ نے یه سب کچھ اس زمانه میں کها جب قوم کو حصولِ مقصد کیلئے تیار کیا جانامقصود تھا۔یه مقصدبھی وھی تھا جسے اس مردِ مومن نے ۱۹۳۰ء میں الٰه آباد کے مقام پرقوم کے سامنے پیش کیا تھا اور جو بعد میں پاکستان کے درخشنده ومحبوب تصور کی صورت میں وجئه شگفتگی قلب ونگاه هؤا۔اس وقت قوم کے نوجوانوں کے ذمه صرف یه فریضه تھا که وه اس سر زمین کو جوان کیلئے مقررهوچکی تھی ،انگریز اور هندو کے قبضه سے نکال کراپنے حیطئه اقتدار میں لے آئیں۔وه مقصدحاصل هو گیا۔لیکن اب نوجوانانِ ملت کے سامنے اس سے بھی بلند وبالااور اشد واھم فریضه آگیا اور وه فریضه اس کے سوا اور کیاھے که خدا کی جو زمین انهیں اس طرح حاصل هوگئی ھے ۔اس میں خداکے اس ابدی قانون کو رائج کریں جس کے اتباع میں شرفِ انسانیت کے ارتقاء کا راز پوشیده ھے ۔یه کام قوم کے نوجوانوں کے هاتھ سے سر انجام پائے گا۔وه پیرانِ کهن جنهوں نے اپنی زندگیاں ایك خاص نهج واسلوب پر بسر کی هیں اوران کی عادات وامیال انهی روشوں پر پختگی حاصل کر چکی هیں ان کیلئے مشکل هی نهیں(بعض اوقات)ناممکن هوتا ھے که وه ان قالبوں کو توڑسکیں جس میں ان کے پیکرڈھل چکے هیں۔دنیا کے نظام کهن کی جگه جهانِ نو کی تعمیر قوم کے نوجوانوں کی قوت بازو هی سے ممکن ھے ۔اس لئے اقبالؒ کی روح آج پاکستان کے هر نوجوان سے پکار پکار کر که رهی ھے که

اٹھ کر اب بزمِ جهاں کااور رهی انداز ھے مشرق ومغرب میں تیرے دور کا آغاز ھے

اور جو سعادت مند اس کی اس دعوتِ حیات بخش پر لبیك کهے ۔اس کے لئے پیغام یه ھے که ۔

هوصداقت کیلئے جس دل میں مرنے کی تڑپ پهلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے
پھونك ڈالے یه زمین وآسمانِ مستعار اورخاکستر سے آپ اپناجهاں پیدا کرے
زندگی کی قوتِ پنهاں کو کردے آشکار تایه چنگاری فروغِ جاوداں پیدا کرے
خاكِ مشرق پرچمك جائے مثالِ آفتاب تابد خشاں پھر وهی لعلِ گراں پیدا کرے

خام ھے جب تك تو ھے مٹی كااك انباروہ

پختہ ہو جائے تو ھے شمشیر بے زنہاروہ

علامہ اقبالؒ کا پیغام آپ نے سماعت فرمایاعلامہ نوجوانوں کوھی سرمایہ تصور کرتے تھے ۔اب تو علامہ بھی نھیں جوجوانوں کو راہِ ھدایت دکھائیں۔جوان آج جس کشمکش میں مبتلا ھیں اسے تب ھی نجات پاسکتے ھیں جب قرآنی فکرکواپنائیں گے ۔علامہ اقبالؒ کا پیغام بھی قرآنی فکر کا پیغام ھے ۔جناب رسول اکرمؐ کا فرمان ھے ۔بچے کی پھلی درسگاہ ماں کی گود ھے ماؤں کو چاھئیے بچوں کی صحیح تربیت کریں بچوں کی تعلیم صحت خوراك اور آرام کا خیال رکھیں جب یہ بچے جوان ھونگے تو قوم کا صحیح سرمایہ ھونگے جوان بے راہ روی کا شکار تب ھوتے ھیں جب ان کی سوچیں منقسم رھتی ھیں ھمیں چاھئے ھم اپنے جوانوں کیسوچوں کو تقسیم نہ ھونے دیں انھیں مصروف رکھیں،انھیں مصروف رکھنے کا طریقہ یہ ھے کہ جوانوں کی محلے کی سطح پر کھیل کی ٹیمیں بنائیں جو افراد صاحبِ ثروۃ ھیں وہ ان جوانوں کی سرپرستی کریں انھیں کھیل کا سامان مھیاکریں ٹاؤن یا تحصیل سطح پرٹورنمنٹ کروائیں تاکہ جوانوں کی دلچسپی کھیل کی طرف بڑھے اس وقت نوجوان بے کار ھوتے جارھے ھیں یا تو روڈ گشت کرلیا یا فون پر وقت گزار لیایا انٹر نیٹ پر وقت ضائع کردیا یہ طریقہ درست نھیں ھے بلکہ تعلیم کے ساتھ کھیل کا وقت بھی دینا چاھئیے اور خیال بھی رکھنا چایھئے ھمارے ملك میں مختلف کھیل ھیں جو جوانوں کی دلچسپی کا مرکز ھیں ۔

مثلًا کرکٹ،ھاکی،فٹبال ،بالی بال یہ وہ کھیلیں ھیں جو زیادہ کھیلی جاتی ھیں ۔معاشرہ کے نوجوانوں کو مصروف رکھنے کا بھترین ذریعہ کھیل ھے ۔تاکہ جوانوں کے ذھن فضول طرف نہ جائیں۔جوھری ٹرسٹ اپنے سامعین کو درخواست کرتا ھے کہ جھاں جوان بچے کھیل کے سامان سے محروم ھیں انکی سرپرستی کی جائے باقائیدہ ٹیمیں بنائی جائیں اور ان ٹیموں کو ھر طرح کاسامان فراھم کیا جائے اس سے جوان اور بچے جھاں صحت مند ھونگے وھاں معاشرہ کی برائیاں بھی ختم ھونگی امید ھے جیسے ھماری طرف سے راشن روشنی کا انتظام ،پانی کا انتظام وغیرہ پر عمل ھوا ھے ایسے ھی مزکورہ درخواست پر عمل ھوگا اس سے کھیل کو بھی فروغ ملے گا اور صحت مند افراد کا معاشرہ وجود میں آئیگا۔

کیا آپ نے کبھی سوچا ھے ؟

جب ھم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے

خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاھیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسدان بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت ،لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ھیں پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جارھی ھے آئیے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تاکہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ھو گم شدہ علمی میراث واپس مل جائے اور عظمتِ رفتہ بحال ھو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پھلی اسلامی ریاست میں صحابہؓ شان سے زندگی گزارتے تھے۔آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ھے کہ اللہ ھم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

وماعلینا الاالبلٰغ

اب آپ خطبہ جمعة المبارک انٹرنیٹ پربھی دیکھ سکتے ھیں:

www.Johritrust.org